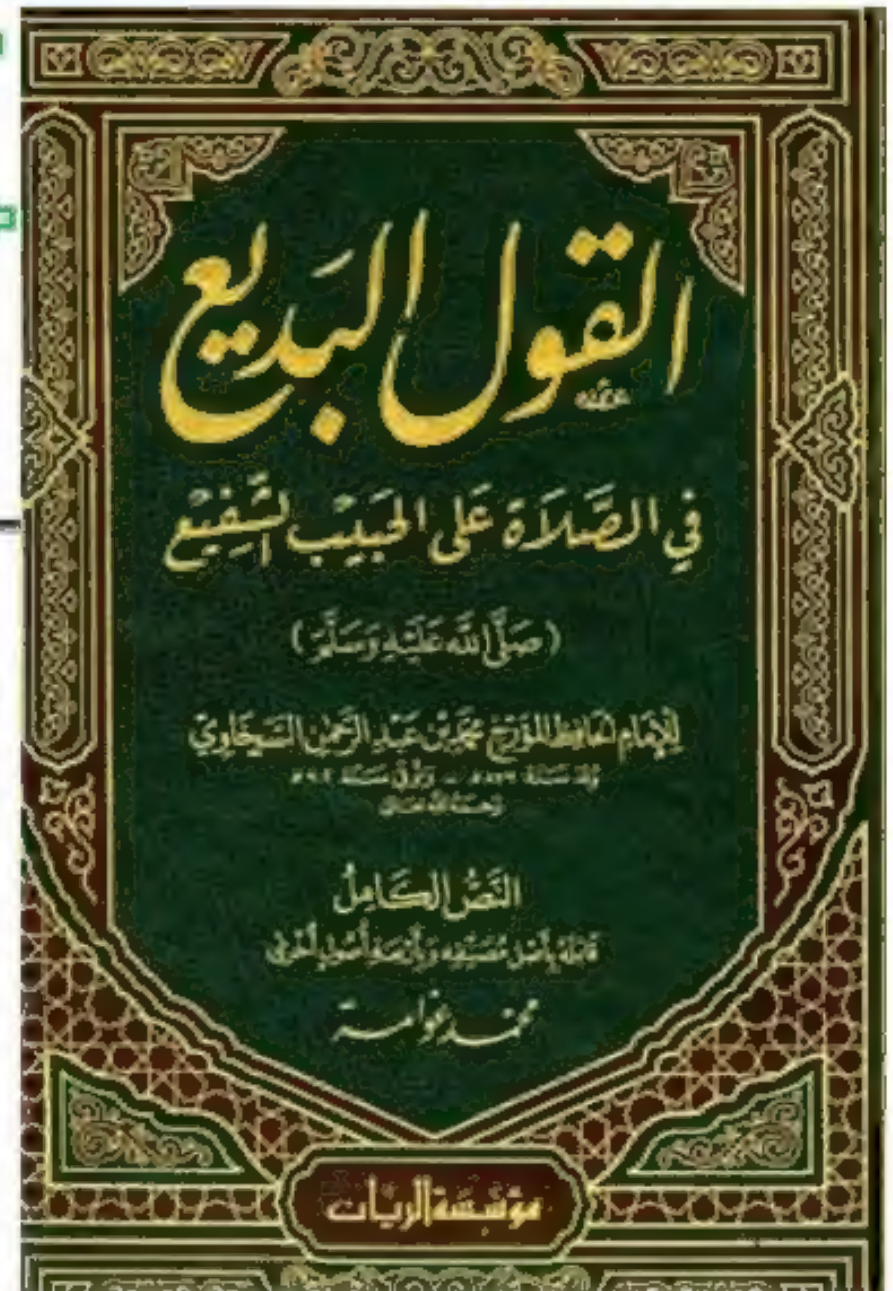


ہم ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ خاتم الانبیاء ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں رزق دیے جاتے ہیں، اور اس پر اجماع ہے

← السادسة: يؤخذ من هذه الأحاديث أنه ﷺ حيٌّ على الدوام، وذلك أنه محالٌ عادةً أن يخلو الوجود كله من واحد يسلم عليه في ليل أو نهار، ونحن نؤمن ونصدق بأنه ﷺ حيٌّ يرزق في قبره، وأن جسده الشريف لا تأكله الأرض، والإجماع على هذا، وزاد بعض العلماء: الشهداء والمؤذنين، وقد صح أنه كشف عن غير واحد من العلماء والشهداء فوجدوا لم تتغير أجسامهم، حتى الجناء وجدت في بعضهم لم تتغير عن حالها، والأنبياء أفضل من الشهداء جزءاً.

۳۳۶

← قلت: وقد جمع البيهقي جزءاً في «حياة الأنبياء في قبورهم» واستدل بغالب ما تقدم، ويحدث أنس: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون» أخرجه<sup>(۱)</sup> من طريق يحيى بن أبي بكير - وهو من رجال الصحيح - عن المستلم بن سعيد - وقد وثقه أحمد وابن حبان - عن الحجاج بن الأسود - وهو ابن أبي زياد البصري، وقد وثقه أحمد وابن معين - عن ثابت البناني، عنه. وأخرجه أيضاً أبو يعلى في «مستدرك» من هذا الوجه، وكذا البزار، لكن وقع عنده: عن حجاج الصواف، وهو وهم، والصواب حجاج بن الأسود، كما صرح به البيهقي في روايته وصححه البيهقي.



٣٤٩

ابن الأثير: إنه أوجه، وسبقه ابن قرقول فقال في «المطالع»: إنه أولى، لقوله في الحديث الآخر «اجعلوا من صلاتكم في بيوتكم ولا تتخذوها قبوراً».

وقد قال ابن التين: تأولته البخاري على كراهة الصلاة في المقابر، وتأوله جماعة على أنه إنما فيه التذنب إلى الصلاة في البيوت، إذ الموتى لا يصلون، فإنه قال: لا تكونوا كالموتى الذين لا يصلون في بيوتهم، وهي القبور، إلى غير كلامه.

لم يَحْتَمِلْ أيضاً: أن المراد النهي عن دفن الموتى في البيوت، وقوله «نبخنا»، وقال: إنه ظاهر لفظ الحديث، لكن قد قال الخطابي: إنه ليس بنهي، فقد دُفِنَ رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيته الذي كان يسكنه أيام حياته. وتعقبه الكرماني بأن ذلك من خصائصه، وأشار إلى ما ورد: «ما قُبِرَ إلا دُفِنَ حيث يقبض».

وقال الخطابي أيضاً: يَحْتَمِلُ أن المراد لا تجعلوا بيوتكم وطناً للنوم ليقتل، لا تصلون فيها، فإن النوم آخر الموت، والميت لا يصلّي.

وقال الثوريثي - مع ذكر الاحتمالات الثلاثة السابقة -: يَحْتَمِلُ أيضاً أن يكون المراد أن من لم يصل في بيته جعل نفسه كالميت، وبيته كالقبر. انتهى. وقد ورد ما يؤيد هذا، ففي «صحيح» مسلم: «مثل البيت الذي يذكر الله له والبيت الذي لا يذكر الله فيه، كمثل الحي والميت». والله أعلم.

السادسة: يؤخذ من هذه الأحاديث أنه صلى الله عليه وسلم حي على قيام، وذلك أنه محال عادة أن يخلو الوجود كله من واحد يسلم عليه في كل أو نهاري، ونحن نؤمن ونصدق بأنه صلى الله عليه وسلم حي يروى في ناله: «وإن جسد الشرف لا تأكله الأرض». والإجماع على هذا، وزاد بعض العلماء: الشهداء والمؤذنين، وقد صرح أنه كُشِفَ عن غير واحد من العلماء الشهداء فوجدوا لم تتغير أجسامهم، حتى الحنّاء وجدت في بعضهم لم يبر من حالها، والأنبياء أفضل من الشهداء جزمة.



# القول البديع

في الصلاة على الحبيب المصطفى  
(صلى الله عليه وسلم)

للإمام الحافظ المؤرخ محمد بن عبد الرحمن السخاوي  
وُلد سنة ٨٦٩ هـ - وتوفي سنة ٩٠٢ هـ  
رحمته الله تعالى

النص الكامل  
قائمه بأصل مصنفه وبأربعة أصول أخرى  
محمد عوامه



ہوتے ہیں ان سے طلب احانت ہے کہ حق تعالیٰ ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے تو وہ اس باب سے نہیں ہے اس سے جنت جواز پر لانا جہل ہے معنی حدیث سے تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے غلام تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے اس میں اختلاف علماء کا ہے مجوز سماع موتی اس کے جواز کے تقریباً اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد اسلام کے وقت زیارت قبر مبارک شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے جس سے جواز کے واسطے کافی ہے اور جس کو قاضی صاحب نے منع لکھا ہے وہ دوسری نوع کی استحانت ہے حق یہ ہے کہ یہ مسئلہ قتل و زنا اور سماع موتی کا مسئلہ بھی صحابہ کے وقت سے مختلف فیہ ہے معہذا اسلام کرنے کو کوئی منع نہیں کرتا بہر حال یہ مسئلہ مختلف ہے اس میں بحث مناسب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

### قبروں کو پختہ بنوانا

(سوال) قبروں کو پختہ کرنا اور عمارات بنانا اور روشنی وغیرہ کرنا کہ ان کے معنی میں حدیثیں صحیح وارد ہیں اور لعنت فرمائی ہے حضرت ﷺ نے تو پھر کیا باعث ہے جو خود حضرت ہی کا حزار پختہ رفیع الشان بنا ہوا ہے اور روشنی بھی ہوتی ہے اور بڑے بڑے سامان اور صحابہ اور اماموں کی بھی پختہ بنی ہیں کیا کچھ خصوصیت ہے یا مصلحت ہے دین و دنیا کی اگر کوئی منع کرے تو نہیں مانتے اور غلط بتاتے ہیں آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ جواب ایسے طور پر دیجئے جو ان پر حجت ہو کیونکہ حدیثوں کا صاف انکار لازم آتا ہے اگر ان سے کہیں کہ حجت تو قرآن و حدیث سے ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسی باتوں کو نہیں مانتے۔

(جواب) یہ سب امور ناجائز ہیں اور جہاں کہیں لوگوں نے کیا ہے وہ علمائے متبطلین نے نہیں کیا بلکہ امر و مباحین نے کیا ہے اور خلاف قرآن و حدیث ہے۔ رسول جو کوئی کرے وہ ناجائز ہے قابل جنت نہیں۔ فقط

### قبروں کو پختہ بنانا اور اس پر قبہ بنوانا

(سوال) قبور کا پختہ بنانا اور ان پر عمارات و قبہ و روشنی و فرش فروش وغیرہ جو کچھ کہ لوگ کرتے ہیں قابل بیان نہیں مالا نکہ امور مذکورہ کے منع شدہ ہیں احادیث صحیحہ وارد ہیں اور فاطمین پر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی ہے مگر پھر لوگ کھنڈے ب احادیث کر کے اپنے فعل کی حجت پر

# فتاویٰ رشیدیہ

محبوب بطر زجدید

مفتی رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

عالمی مجلس تحفظ اسلام

کراچی پاکستان



کہ یہ عقیدہ سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم غیب میں اور جنت میں جہاں چاہیں باذن تعالیٰ چلتے پھرتے ہیں اور اس عالم میں بھی حکم ہو تو آسکتے ہیں اور صلوة و سلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمال امت آپ پر پیش ہوتے ہیں اور جس وقت حق تعالیٰ چاہے دنیا کے احوال کشف ہو جاتے ہیں اس میں کوئی مخالفت نہیں مگر یہ کہ ہر جگہ محض مولود میں اور دیگر مجالس ذکر میں ہر روز آتے ہوں یا ہر صوٹ و نداء اور عرض و حالات دنیا کے ہر روز معلوم ہوتے ہوں بدون اعلا تم حق تعالیٰ کے اس کو تسلیم نہیں اور یہ کہ شیخ یار کا علم حق تعالیٰ نے ان کو دیا ہے اس کو بھی قبول نہیں کرتے، بلکہ جس قدر علم دیا جاتا ہے اس قدر کہ جانتے ہیں اور پس۔ علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے شرعاً علم ان الانبیاء علیہ السلام لم یعلموا الغیبات من الاشیاء الا ما علمہم اللہ تعالیٰ احیاءاً و ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالکفر باعتقاد ان الغیبی علم الغیب، انہی۔ پس معترض کی تیسری قیامت یہ ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ روح آپ کی یہاں آیا کرتی ہے اور یہاں حاضر ہے، تو معترض دوام تشریف آوری کہتا ہے یعنی فعلیت کا دوام نہ کہ امکان و وقوع احیاءاً۔ پس مؤلف اگر اس امر کو ثابت کر دیوے کہ آیا کرتے ہیں دائماً تو اس کا جواب ہو دیکھا در نہ امکان حضور سے کچھ فائدہ مؤلف کو نہ ہو دیکھا، اور سب نقول اس کی فضول ہو دیں گی۔

ارواح انبیاء کا چلنا پھرنا فقہ و حدیث سے ثابت ہے، معراج کی حدیثوں میں وارد ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے تئیں انبیاء کی جماعت میں دیکھا، یہ موسیٰ نماز پڑھتے ہیں، یہ عیسیٰ پڑھتے ہیں یہ ابراہیم پڑھتے ہیں غنائت الصلوۃ فاستہم یعنی اتنے میں نماز کا وقت آگیا میں ان کا امام ہوا، روایت کیا اس کو مسلم نے، اور قرطبی نے ابن عباس سے یہ روایت کی ہے کہ بیت المقدس میں اللہ تعالیٰ نے آدم سے لیکر کل انبیاء کو جمع کر دیا۔ سات جماعتیں حضرت کے پیچھے تھیں۔ اور فتاویٰ سراجیہ کے باب مسائل متفرقہ میں ہے امامہ النبی علیہ السلام لیلۃ المعراج لا روح انبیاء علیہم السلام کانت فی النافلۃ۔ ان روایات فقہ و حدیث سے ثابت ہوا کہ سب پیغمبروں کی رو میں اپنے اپنے مقامات سے

نے ظاہر کے غیر وار کرنا نہ کسی بھی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ  
 اے لوگو! تحقیق آئی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے

المحمد للہ علی الاعلیٰ کہ کتاب لاجواب باحی رسوم و بدعات  
 دافع اوہام و ظلمات محلی نیچ لا معہ موشی بدلائل نافعہ معنی

# البراہین القاطعة

علی ظلام

انوار الساطعة

الملقب بالذلائل الواضحة

كراهة المروج من المولود والفاتحة

بم حضرت اقبیۃ السلف حجۃ الخلف رأس الفقہاء و المحدثین تاج العلماء و الکاملین

جناب مولانا و مشیخ احمد رضا گنگوہی قدس سرہ

ناشر

۲۴۵۵۴

(یوپی)

دار الکتاب دیوبند



میں تکلف اور غماہری وجہ میں کوئی شان و شوکت نہ تھی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے باوجود  
یکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے قادر اور انتہاء درجہ کے متین تھے، مگر ساتھ ہی اس کے نہایت  
ہے تکلف تھے۔ (اصلاح الیتمائی صفحہ ۱۳)

”پچھتر واں اعتراض..... حضرات انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام کی

### حیات برزخیہ کا اثبات!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لیے بہت کچھ شرف حاصل ہے، کیونکہ جسداطہم اس  
کے اندر موجود ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف  
رکھتے ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق  
ہیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی اعتقاد ہے، احمدیٹ میں بھی نص ہے:  
”ان بسی اللہ حی فی قبرہ برزق“ (اللہ کے نبی اپنی قبر میں بلاشبہ زندہ ہیں، برزق پاتے  
ہیں) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برزق پہنچتا  
ہے، مگر یاد رہے کہ اس حیات سے مراد نا سوتی نہیں ہے، وہ دوسری قسم کی حیات ہے جس کو  
حیات برزخیہ کہتے ہیں۔

### حیات برزخیہ کے مراتب

باقی یہ ہے کہ حیات برزخیہ تو سب کو حاصل ہے، پھر اس میں نبی کی کیا تخصیص ہے؟ تو اس کی  
تحقیق یہ ہے کہ اس کے مختلف مراتب ہیں، ایک مرتبہ تو تمام مومنین کو حاصل ہے جس کے ذریعے  
سے تعلیم قبر کی ہر مسلمان کو جس ہوگی، دوسری حیات شہداء کی ہوگی، تمام مومنین کی حیات برزخیہ  
سے اقویٰ ہوگی، عام مومنین کی حیات برزخیہ بہ نسبت شہداء کے کمزور ہوتی ہے، اگرچہ اس حیات  
نا سوتیہ سے وہ بدرجہا اعلیٰ ہو، پس یہ کوئی نہ سمجھے کہ عام مومنین کی حیات برزخیہ اس حیات دنیویہ  
سے کمزور ہوگی اور حیات شہید کے اقویٰ ہونے کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ زمین اس کی لاش کو نہیں کھا سکتی  
ہے اور یہ نہ کھانا ایک اثر ہے حیات کا۔



اسلام پر اعتراضات و شبہات پر عقلی و نقلی جواب اور  
دلچسپ جوابات علماء و محرم کے لیے یکساں مفید

# آشرفُ الجواب

مفت محمد رفیع کھانا آشرف علی عثمانی مدظلہ العالی



مکتبہ طرقات و وقت

شاہ فیصل کالونی، کراچی

ہمارے تعلیم کفر سے ہو کر فطرت کو پکار کر کہتے ہیں، آیا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صلوٰۃ و سلام کے ساتھ "یا رسول" و "یا حبیب" نما کے الفاظ سے پکارنا اس خیال سے کہ صلوٰۃ و سلام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرشتوں کے ذریعہ پہنچا دیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ہماری دعا اور خطاب پہنچ جاتا ہے، جائز اور درست ہے، کیونکہ بعض روایات مستحضرہ سے ثابت ہے کہ باری تعالیٰ و تقدس نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے اور اس کو ایسی قوت ساسد عطا فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کے صلوٰۃ و سلام سن کر حضرت نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں عرض کر دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں۔

"قال النوب صلیق حسن خان ابوالمالی الفتوحی فی نزول الأبرار فی بیان فوائد الصلاة علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ومنها: قیام ملک علی قبرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أعطاه إسماع الخلاق یبلغه إیادها کما فی حدیث واثق ابن حبان رواه ووردت أحادیث بمعناه ثابتة واللہ العبد... ومنها: أنها سبب لرد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی المصلی والمسلم علیہ، کما ورد بسند حسن، بل صحیحہ النووی فی الأذکار وغیرہ. انتهى عطفاً (۱)۔"

ہاں اس خیال اور اعتقاد سے نما کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک مجلس سجاد میں آتی ہے، اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔ **اول یہ کہ حضرت رسالت پتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر مبارک میں زعمہ ہیں، جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے (۲)۔**

(۱) (نزول الأبرار بالعلم المأثور من الأدب والأذکار، باب فی القوائد والتمرات المحاصلة بالصلاة علیہ السلام، ص: ۱۸۵-۱۸۸، دار المعرفۃ بیروت)

(۲) "إن حیف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی القبر لا یعلیها موت بل یستمر حیاً، والأشیاء أشیاء فی قبورهم". (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "لو کنت متخلاً خلیلاً، ۳/۷۰، قدیم)

"لمن المعتقد المصحح أنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حی فی قبرہ کما فی الأشیاء فی قبورهم، وهم أشیاء عند ربهم". (شرح الشفاء لملا علی القاری، القسم الثانی، باب الرابع، ۱/۲۳، دار الکتب العلمیہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کفایت المفتی

مع اضافات جدیدہ

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی نور اللہ مرقدہ

تبیین، تنقیح اور تعلیق

ذہیر سترپیستی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ

لہورنگران

کتابخانہ جامعہ فاروقیہ کراچی

آئی ڈی الفایو ۱۰۱۰۱۰



افادات عم و حکمت

164

مطلبات عظیم الاسلام مجدد نمبر ۷

يُحْصَلُونَ. انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ وہ نماز پڑھتے ہیں یا فرمایا گیا: وَيَسْمِعُ اللّٰهُ حَقَّ نَوْزَلِهِ

اللہ کے ہی رحمہ ہیں۔ ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس حیات سے مراد اگر وہ عمومی حیات ہے جو برزخ میں عام طور پر ہوتی ہے تو پھر اختصاص نہ کری کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی پھر یہ کہنا کہ نَسِیَ اللّٰهُ حَقَّ مَا الْاَنْبِیَاءُ اَخْبَوْا الخ اس کی ضرورت نہیں۔ یوں کہا جاسکتا تھا: اَلْمُسْتَوْفُونَ اَخْبَاءٌ لِّیْ فِیْ کُتُوْبِهِمْ بِالْاَنْسِ اَخْبَاءٌ لِّیْ فِیْ کُتُوْبِهِمْ اس لئے کہ حیات برزخی میں سب کے سب شریک ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کا ذکر کی تخصیص کیا جاتا اور اس پر حیات کا لفظ بولا جاتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خصوصی حیات ہے جو عام کو حاصل نہیں۔

حیات مطلق

پھر یہ کہ اس حیات کے لفظ کو مقید کر کے نہیں لایا گیا۔ یہ نہیں کہا گیا کہ، جیسا کہ عظیم اسلام بحیثیت اس سے حیات ہیں۔ یا لانا جہت سے حیات ہیں بلکہ مطلقاً ہی کہا گیا۔ تو جب بھی کوئی چیز مطلق ہو جائے گی اس کا فرد کامل ہو گا یہ بیکار پھر فرد کامل کی صورت سمجھنے کی اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ہم جسے دیا میں زندگی کہتے ہیں وہی وہاں سمجھیں کہ وہ جی، ورنہ وہ ہیں اور وہ اسی اللہ کی زندگی ہے جیسے دنیا میں زندہ ہوتے ہیں ورنہ پھر انبیاء علیہم السلام کے اگر کی تخصیص اور حیات کے لفظ کا اطلاق تو ایک تخصیص اور ایک اطلاق تخصیص ذکر کی اور خصوصیت پائی اور لفظ حیات کا اطلاق، یہ دونوں مل کر یہ نتیجہ پیدا کرتے ہیں کہ کوئی خاص اور اعلیٰ قسم کی حیات ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں اب یہ کہ اس کی کیفیت کیا ہے۔

انبیاء کرام کی حیات و ممات کی امتیازی خصوصیات

تو ہم کیفیت سے واقف نہیں نہ ہم اس کا پتہ دے سکتے ہیں۔ نہ ہمارے بس کی بات ہے۔ تنہا ہم ضرور جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی ممات بھی ہماری جیسی نہیں، ان کی حیات بھی ہماری جیسی نہیں ان کی ممات میں تو یہ بل کے ملک ممات آکر ان سے اجازت پتے ہیں اور جب تک کہ وہ اجازت نہ دیں اور ان کے علم میں نہ لا دجائے کہ وقت آ رہا ہے اور ہم فیض روح کے لئے آ رہے ہیں۔ اس وقت تک ممات کا آغاز نہیں کیا جاتا۔ علامۃ المؤمنین سے اس قسم کی کوئی اجازت یا استدہان نہیں کیا جاتا۔ پھر یہ نبیاء علیہم السلام کی دنیا میں جو حیات ہے تو وہ اور لوگوں کو جو دنیوی حیات ہے۔ اس کے مشابہ نہیں۔ تو جب حیات مشابہ نہیں تو ممات بھی مشابہ نہیں ہو سکتی۔

دست پیغمبر کا اعجاز

یوں تو فرمایا گیا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں تم جیسا ایک بشر ہوں۔ لیکن اس مماثلت کے باوجود آپ کی بشریت اور ہماری بشریت میں کتنا فرق ہے۔ یہ سیرت کے احوال دیکھنے سے واضح ہوگا۔ ہم بھی کہیں گے کہ ہمارے ہاتھ ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے بھی ہاتھ ہوتے ہیں اور جسمانی ہوتے ہیں کوئی معنوی اور روحانی نہیں لیکن ہاتھوں کے اندر خصوصیت سے امتیازی شان موجود ہے جو عام ہاتھوں کو حاصل نہیں۔ ہم اگر کسی کے چپے مار دیں تو

انوار علم وحکمت

163

خطبات حکیم الاسلام علامہ نعیم

منصب تدریس و تبلیغ اور افتاء

اس سے زیادہ آسان درس دینا ہے۔ درس میں کتاب سامنے ہوتی ہے کتاب کے مطابق مضمون بیان کر دیا۔ کوئی زیادہ شواہد نہیں ہوتی۔ اس سے زیادہ آسان تقریر کرنا ہے۔ اس لئے کہ ایک موضوع پر جو پادشاہی طور پر کہہ دیا۔ اور اس سے بھی زیادہ آسان ہے وہ تقریر جو علمی نہ ہو۔ محض دنیا داری کی باتیں۔ ادھر ادھر کے واقعات پیکر میں کہہ دیجئے۔ یہ سب سے زیادہ آسان ہے۔ گزرے ہوئے واقعات میں ہوا تھا، میں ہوا تھا۔ بیان کر دیا۔ درس سے بھی زیادہ آسان اعتراض کر دینا ہے۔ اس کیلئے کسی تکلیف کی ضرورت نہیں جس پر چاہا اعتراض کر دیا، جس پر چاہا شہد وارد کر دیا۔ جاہل سے جاہل اعتراض کر سکتا ہے۔ اس میں کسی علمیت کی ضرورت نہیں۔ یہ میں نے اس لئے عرض کیا کہ بعض حضرات مسائل پر مچتے ہیں۔ میں عرض کر دیتا ہوں کہ یہی ملتی صاحب سے پوچھو۔ میں نہیں بتا سکتا۔ مسئلہ کا علم بھی ہو جب بھی حیرت نہیں ہوتی کہ مسئلہ بیان کر دوں۔ مفتی کے سامنے سب چیزیں محض ہوتی ہیں۔ بعض لوگ برائے تھے ہیں کہ مسئلہ نہیں بتلایا۔ اگرچہ مسئلہ نہیں بتلایا مگر حوالہ تو دیدیا کہ ملتی سے پوچھو۔ کیا ضروری ہے کہ ہر ایک مسئلہ بتلانے ہی۔ جو بتانے والے ہیں وہ بتائیں گے جن کو اس کا فن اور سلیقہ ہے۔ برائے کی بات نہیں ہے۔ میں ہمیشہ اس سے بچتا ہوں کہ فتویٰ دوں۔ یہ کام میرا نہیں ہے۔

مسائل کا علمی اور عملی پہلو

ایک ہے کسی مسئلہ کی علمی حقیقت کر دینا وہ الگ چیز ہے اس سے انکار نہیں ہوتا جو اپنے دہن میں حدود تحقیق کر دی۔ لیکن یہ عمل کیا کر دیا؟ یہ کام مفتی کا ہے وہ فتویٰ دے گا کہ فلاں پہلو پر یوں عمل کرو، فلاں پہلو پر یوں عمل کرو اس لئے اگر بعض حضرات سوال کریں اور میں مسئلہ بتلاؤں وہ برائے ناہیں۔ ضروری نہیں کہ مجھے مسئلہ کا علم بھی ہو۔ اور اگر علم بھی ہو تو میں احتیاط کے خلاف کہتا ہوں۔ اس لئے کہ فقہی جزیات پر میری زیادہ نظر نہیں ہے۔ یہ اس کی ہو سکتی ہے جو رات دن اسی میں پڑا ہوا ہو۔ یہ میں نے بطور مجاہد اور محسن کے عرض کر دیا، اس میں برائے کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص کا ایک مقام ہوتا ہے۔ میں نہیں ہوں اس قائل کہ مسئلہ بتلاؤں۔ کیا ضروری ہے کہ زبردستی پوچھا ہی جائے۔ کسی دکان سے پوچھا جائے۔

حیات النبی ﷺ پر امت کا اجماع ہے

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ "حیات النبی" کا لوگ انکار کیوں کرتے ہیں، میرے خیال میں اعلانِ امتی است ہے کہ "حیات النبی ﷺ" کا مسئلہ مجمع علیہ ہے۔ یعنی امت کے اندر کوئی بھی اس کا منکر نہیں ہے۔ اس کی کیفیت میں گفتگو ہے کہ حیات ہے تو کس کیفیت اور کس نوعیت کی ہے۔ تو کیفیت میں اگر کوئی اختلاف کرے تو اسے اصل مسئلہ میں اختلاف کنندہ نہیں کہا جاسکتا۔

جہاں تک انبیاء علیہم السلام کی حیات کا تعلق ہے تو صحیح حدیث موجود ہے اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ لِّیَنْقُذُوا وَہُمْ

# خطبات حکیم الاسلام

جلد نمبر ۷

قاری محمد طیب رشتہ  
مہتمم دارعلوم دارالافتاء

مکتبۃ العلم

ناشر

۱۸-۱۹ بازار ۵۵ لاہور پاکستان

Ph: 37231788-37211788



## حیات نبوی

تمام ہستی و احوال و حالت کا جماعی عقیدہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیؑ کا وجود  
و حالت کے بعد اپنی قبر میں خود میں اور نماز و حرکات میں مشغول ہیں۔ **حضرت امیر**  
ؑ کی یہ رقی حیات تشریف لے گئے محسوس نہیں ہوتی ہیں بلکہ یہ حیات کسی اور جہان سے  
اس کے بعد اپنی سر مشغولی حیات و عمل و عبادت میں خدا و ان کا کوئی نہ ملتی ہے۔

Figure 1. The effect of the concentration of the *Agaricus bisporus* spores on the growth of *Agaricus bisporus* and *Agaricus bisporus* spores on the growth of *Agaricus bisporus*.

۱۔ یہ سب کچھ دیکھ کر وہ سب سے پہلے اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔  
 ۲۔ پھر اس کے بعد اس کے گھر کو دیکھتا ہے۔  
 ۳۔ پھر اس کے بعد اس کے محل کو دیکھتا ہے۔  
 ۴۔ پھر اس کے بعد اس کے محل کو دیکھتا ہے۔  
 ۵۔ پھر اس کے بعد اس کے محل کو دیکھتا ہے۔  
 ۶۔ پھر اس کے بعد اس کے محل کو دیکھتا ہے۔  
 ۷۔ پھر اس کے بعد اس کے محل کو دیکھتا ہے۔  
 ۸۔ پھر اس کے بعد اس کے محل کو دیکھتا ہے۔  
 ۹۔ پھر اس کے بعد اس کے محل کو دیکھتا ہے۔  
 ۱۰۔ پھر اس کے بعد اس کے محل کو دیکھتا ہے۔

ما من أحد من بني راحبه  
 المؤمن كان يعرف في الدنيا  
 فيسند عليه الأعراف ورد عليه  
 السلام رواه انس عند انس  
 صححه ابو محمد عبد الحل  
 وقال في آثار الحديث يعرف من  
 بهيمة ويعلم ويد به في  
 غيره رواه احمد وغيره

میرزا یحییٰ خان ..... میرزا علی محمد خان  
نور محمد خان

الانبياء احب اليهم  
ما يشاءون من الدنيا والآخرة

تقریر کے بعد اس نے کہا کہ یہ سب باتیں میری رائے ہیں اور میں ان سے ذرا زیادہ

A handwritten musical score for the song 'The Rose Tree'. The score is written on five-line staves. The first staff begins with a treble clef and a key signature of one sharp (F#). The melody is written in a cursive, handwritten style. The lyrics 'The Rose Tree' are written below the first staff. The score continues with several more staves, each with a corresponding line of lyrics. The handwriting is somewhat informal and appears to be a personal or working draft. The paper is aged and slightly discolored.

# تجدید سیرت



مجله سیرت

گروه نشر سیرت

حاصل یہ ہے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام کی حیات اجماع سے ثابت ہے۔

الْمِنَّةُ الْوُحْيِيَّةُ وَرَدَ الْوَحْيِيَّةُ

مع القدير إلى ربنا العليّ النعمان داود بن السيد سليم  
البيضاوي النجاشي الخادمي بحمد الله تعالى وعلى آله آمين

وہابیہ

كتب أشد الجهاد في إبطال دغوى الإجهاد

هذه الرسالة انقسمت احدى ثلث اقسام الاسلام المنهج بنود عليه رحمة المولود  
 روى سنة ١٢٩٤ هـ ١٨٨١ م. في بغداد

لقد اعتمدت بطبعة طبعة جديدة بالألوان

مكتب الخطبة



يطلب من مكتبة المنطقة بدائع دار المنطقة بفتح ٥٧ استاذول-عركيا

4274

عبدالله بن عبدالمطلب

عجری غیری

7-9

◆ ◆ ◆ ◆ ◆

4170

[illegible][illegible]

١١ | لرحيم فظان نصري لالكي وفي حنة ا | ٣ | ٤

(١) عبد القادر جلال الدين، المستشرق الفاضل، توفي سنة ٦٩٨ هـ.



وصلوا على "فان" صلاتكم تبلغني حيث كنتم . رواه أبو داود باسناد صحيح . ومنه "أن" رسول الله صلى الله عليه وسلم قال "ما من أحدٍ يسلم على" إلا رد الله عليّ روحى حتى أردد عليه السلام .

بقوله (وصلوا على فان صلاتكم تبلغني حيث كنتم) أى لا تتكفروا بالمعاودة اليه فقد استغنيت عنها بالصلاة على اه ملخصا وحاصله ان المنهى عنه على الاول الاجتماع عند قبره للزينة والرقص واللغو والطرب وغيرها من المحرمات التى تعمل فى الاعباد وعلى الثانى المنهى عنه معاودة تودى الى الاختلال لعظيم الحرمة او الملل لوسوء الادب او نحو ذلك وذكر بعض العلماء للحديث معنى آخر فقالوا لا تخفوه كالعيد الذى لا يؤتى اليه الا مرتين فى العام فيكون فيه حث على كثار زيارته والتعملى بمحادثته ومخاطبته أى على وجه لا يؤدى لما ذكر فيها قبله (رواه أبو داود باسناد صحيح) ورواه احمد والنسائى وصححه المصنف فى الاذكار وأشار اليه هذه (وعنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من أحد) أى من مكلفى الانس واجس ويحتمل قصره على الاول (يسلم على إلا رد الله على روحى) أى نطقى للتصوص والاجماع على انه صلى الله عليه وسلم حتى فى قبره على النوام (حتى أردد عليه السلام) وعلاقة التجور بالروح عن النطق ما بينهما من اشتراك يلازم يلزم وجوده وجودا دائما وبالعكس بالقوة دائما وبالفعل غالباً وفى الحديث اقوال كثيرة منها قول السبكي يحتمل انه رد معنى لا اشتغال روحه الشريف بشهود الحضرة الالهية والملا الأعلى عن هذا العالم فلما سلم عليه اقبلت روحه الشريفة الى هذا العالم ليدرك سلام من يسلم عليه وليرد عليه . واعتراضه بأنه يلزم استقراق روحه فى الرد لعدم خلو الزمن عن مسلم عليه فإى وقت لا اشتغال بالحضرة والعود الى هذا العالم . واجيب بان امور الآخرة

# كِتَاب

## دَلِيلُ الْفَسَّاحِ الْبَهِيمِ

### لِظُرْقُونِ بْنِ الصَّالِحِينَ

«تأليف»

العالم العلامة مفسر كلام الله تعالى ونظام حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم  
محمد بن علان الصديقي الشافعي الأشعري المكي المتوفى سنة ٥٧٠-٥٦٠ هـ رحمه الله تعالى  
«قد وضع»

بأعلى كل صفحة ما يخصها من كتاب «رياض الصالحين» للإمام الرباني العارف  
بالله تعالى شيخ الإسلام والمسلمين وملاذ العقلاء والمحدثين أبي زكريا يحيى بن يحيى  
الدين البغوي المتوفى سنة ٦٧٦ هـ نفعه الله تعالى برحمته

## الجزء السابع

الطبعة  
مجلد الكتاب العربی  
مجموعه - ١٠٠٠

أسكن الله منكم لقطم أيديكم وأرجلكم، ولا تقبل منكم بركة»

ومار وسمعه يقول: «سرفت علينا الرافضة كما سرفت المحرورية» على (١٢٩٩)  
علي رضي الله عنه.

قال محمد بن الحسين رحمه الله:

«من سمع هذا من أهل البيت أتبع سلعة الصالح، وشا مذهب الرافضة  
الذين لا عقل لهم ولا دين».

قال محمد بن الحسين رحمه الله:

«وقد روي عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه أنه لما حضرته الوفاة قال  
لهم: إذا مت ومرعتم من جهازي فاحسبوني حتى تقفوا بباب البيت الذي فيه  
قبر النبي ﷺ، فقموا بالباب وقولوا: السلام عليك يا رسول الله هذا أبو بكر  
يسئدد، فإن أدن لكم وفتح الباب - وكان الباب مفتحا - فادخلوني فادفوني»  
«وإن لم يؤذن بكم فاحرجوني إلى القبع وادفوني» . ففعلوا، فلما وقعوا بالباب  
وقاموا هذا سقط القفل وانشق الباب، وسمع هاتق من داخل البيت أدخلوا  
الحبيب إلى الحبيب، فإن الحبيب إلى الحبيب مثق<sup>(١)</sup>

(١) هذه قصة لا رمام لها ولا عظام، وقد أحسن المصنف صنعا حينما ساقها  
بصيغة التمرطس.

نعم رحمه:

لم أتق عليه منذ مير المصنف.



# كتاب الشريعة

للامام المحدث أبي بكر محمد بن الحسين الأجرى  
المتوفى سنة ٣٦٠ هـ

دراسة وتحقيق  
الدكتور عبد الشبن عمر بن سليمان الدبيحي  
كلية الشريعة وأصول الدين  
جامعة أم القرى

الجزء الأول

دار الوطن

الرياض - شارع الظهر - ص. ب. ٣٣٩٥

٤٧٩٧.٤٢ - ٤٧٩٧.٤٢ - ٤٧٩٧.٤٢



حیات الانبیاء پر اجماع جس طرح اس پر متواتر احادیث آئی ہے الخ

[illegible][illegible]



ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قبر مبارک میں ہر ای طرح، مگر عظمت انبیاء علیہم  
الصلوٰۃ والسلام کی حیات و مزار سے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے۔ یہ کتاب ان پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور  
تو اتر کے ساتھ افسانہ موجود ہے جو کہ ہر اہل حق پر ثابت کرتے ہیں۔"



۳۶۔ وعیاناً ، وقال لکی فی شرح مسلم فی الکلام عن أحادیث شمس القبر عن القبر ما یصح عنی من حدیث القبر قلت من انی واجمع حیه أهل الله ۱

وقال الثانی فی شرحه بوجہہ لما تکلم علی حدیث القبر وسمیہ ما یصح ویدل وقومہ مرہ ہاء الثانی یعرضون علیہا فلوأ وعشیا وأما لأحدیث جعلت جمیع التواتر ۱

وقال فی ارشاد البانی بعلانی صاحب یصحیح قال قد کثر لأحدیث فی حدیث القبر حتی قال جبر واحد انہ متواتر لا یصحح حدیث التواتر وہ لم یصح مثله م یصح شیء من أمر الدین ۱

۱۱۵ - أحادیث

#### الاستدلال من حدیث القبر

ذكر غیر واحد انہ متواتر ومن القاصی فی شرح الثبوت وقد تواترت الأخبار باستعادة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم برید من حدیث القبر واستقام فی الأدبۃ المأثورة ورواه غیر واحد من الصحابة ۱

۱۱۵ - أحادیث

#### حیات الانبیاء فی قیورهم

قال السیوطی فی مرقات الصعود والحدیث ان الأخبار وفان فی آیہ لأدکیہ حیات الانبیاء ما یصح حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبره هو وسائر الانبیاء معبرہ عن حدیث قطباً مدعہ حدیث من الأدبۃ فی ذلك وواتر بہ لأخبار الداع عن ذلك وقد لعل الإمام البیہی حیه ۱

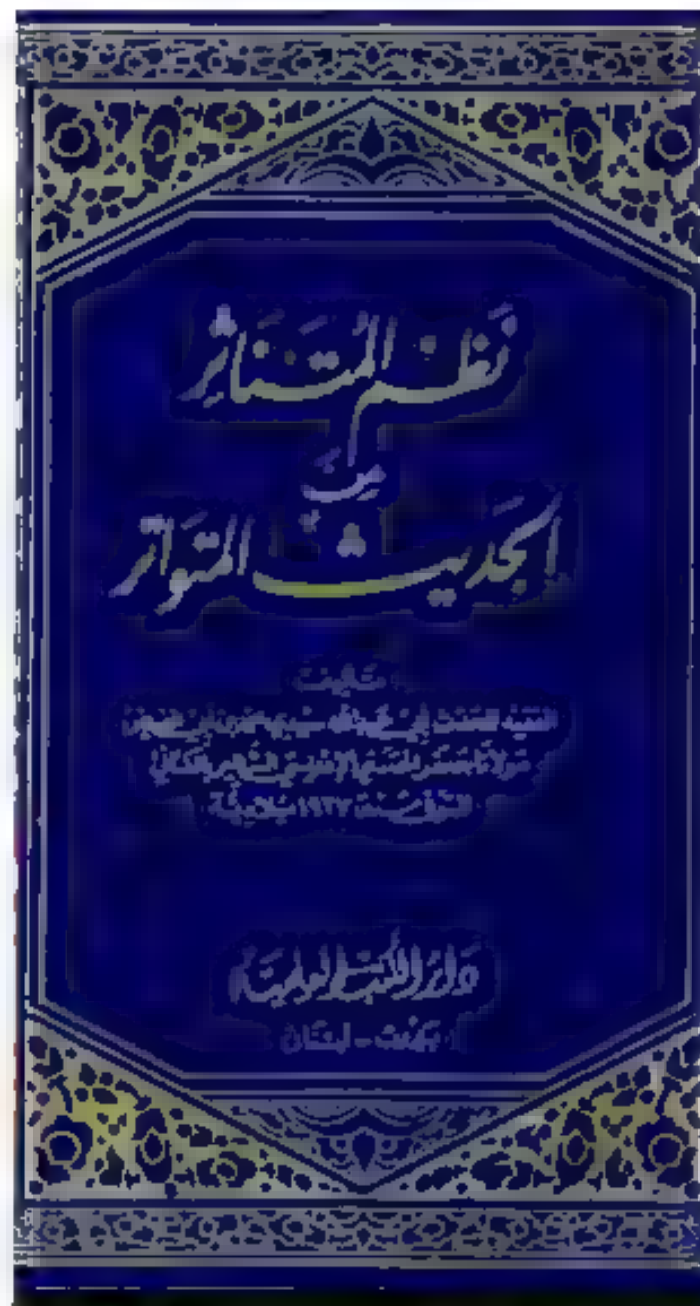
جزأ فی حیات الانبیاء علیہ الصلاة والسلام فی قدرهم ۱

من لعلہ و نظره (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) من لعلہ عن الداع عن ذلك

وقال بن القیم فی کتاب الروح علا عن حدیث اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الارض لا تأکل احد الانساء وہ صلی اللہ علیہ وسلم احتج بالانساء لیلۃ الإسراء فی بیت المقدس وہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیوطی نے کہا

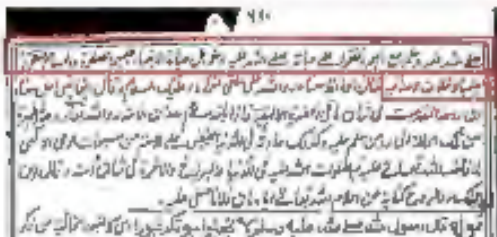
روایت



ترجمہ: "...یعنی جو چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔"



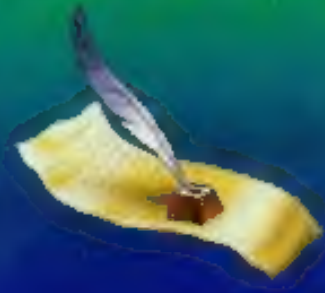
عرض یہ کہ تمام محدثین و فقہاء اس پر متفق ہیں کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم  
السلام کی حیات پر سب کا اتفاق ہے، اس میں کسی ایک  
محدث و فقیہ کا اختلاف نہیں ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ



اسلام اپنے اعتزازات و شہادت پر مشکی و قتل جانتا ہے۔  
و اپنی چہ جہات و عوام کے لیے یکساں عطیہ

# اشرف الحجاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم



کتبہ غفرلہ و دقتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## اشرف الحجاب

۲۵۳

عظیم السلام کی حیرت اور اس میں قسم نہیں ہوتی۔ مسیحین بعد اللہ الہیہ اور لا نوریت و ما جہ نوری  
مسئلہ "انجیا و عظیم السلام کا منہ کر دیتا ہے یہ باتیں شیعہ کے لیے شریعت سے شروع ہو کر  
کیں تو اگرچہ شریعت سے اس کا کوئی خاص رشتہ نہیں جہاں کی دیکھ کر علماء و محققین بھی کہتے ہیں کہ اس کا  
راز قوت حیات انجیا و عظیم السلام ہے کہ حیات واقع ہے، ان دونوں امور سے اور کوئی واقعہ بھی سے اور  
وقایہ بھی کے کما حقہ حرام ہوتا ہے انجیا و عظیم السلام کے بارے میں متبادل نہیں ہوں صرف حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ خصوصیت قرآن میں ذکر کی گئی ہے مگر علماء و محدثین پر قیاس کر کے اس علم کو  
بھی عام ہند انجیا و عظیم السلام کی قرآن کے لیے سمجھتے ہیں اور میراث کا تقسیم ہونا حدیث سے اور  
انجیا و عظیم السلام کے لیے عام طور پر معلوم ہو چکا ہے تو اس امتیازات سے عملیات و احادیث انجیا و عظیم  
السلام کا شہادہ اور عام دشمن سے قرآنی ہونا ثابت ہے **حال یہ بات باطل است ثابت ہے کہ**  
انجیا و عظیم السلام قبر میں زندہ رہتے ہیں۔

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات

اور خاص ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو حقائق بھی حیات کے متعلق ہیں  
کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا اقرار ہے، چنانچہ ایک واقعہ سے ان کا اقرار معلوم ہو چکا ہے  
کا تاریخ مدینہ میں یہ واقعہ لکھا ہے اور میں نے خود اس تاریخ میں دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کی وفات کے چار صدی بعد (یا دیکھو) ہمارے کس بادشاہ کے وقت میں یہ واقعہ ہوا کہ حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کے ٹکڑے کے لیے آئے تھے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک  
مکان کریم پر پہنچا تھا اور ان کے لئے ایک مکان میں مشغول رہے تھے لوگ ان کے متعلق بھی ہو گئے تھے  
و کم بخت ملت کے وقت اس مکان سے قبر شریف کی طرف سرگرمی کو کرتے تھے اور جس قدر ہر گز کو  
لیتے راتوں رات مٹی مدینہ سے باہر پھینک آتے تھے اور جگہ جگہ کو بچے تاک کر کسی کو چھو نہ بیٹھ کر  
قتل نہ دو لوگ سرگرمی کو لے میں مشغول رہتے جب اہل عرب لوگوں نے یہ کام شروع کیا تو حق تعالیٰ  
نے اس زمانہ کے سلطان کو (نام یاد نہیں) بالکل رعب و غلاب متنبہ کر دیا۔

(اس سلطان کا نام نور الدین زنگی رحمہ اللہ تھا۔ یہ واقعہ علامہ محمودی رحمہ اللہ نے وقایع اللغات و فی  
تجاربہ اہل طغی صلی اللہ علیہ وسلم میں نقل کیا ہے۔ جو مورخان اہل حق و باطل)



میں تکلف اور غماہری وجہ میں کوئی شان و شوکت نہ تھی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے باوجود  
یکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے قادر اور انتہاء درجہ کے متین تھے، مگر ساتھ ہی اس کے نہایت  
ہے تکلف تھے۔ (اصلاح الیتمائی صفحہ ۱۳)

”محترموں! اعتراض..... حضرات انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام کی

### حیات برزخیہ کا اثبات!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لیے بہت کچھ شرف حاصل ہے، کیونکہ جسداطہم اس  
کے اندر موجود ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف  
رکھتے ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق  
ہیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی اعتقاد ہے، احمدیٹ میں بھی نص ہے:  
”ان بسی اللہ حی فی قبرہ برزق“ (اللہ کے نبی اپنی قبر میں بلاشبہ زندہ ہیں، برزق پاتے  
ہیں) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برزق پہنچتا  
ہے، مگر یاد رہے کہ اس حیات سے مراد نا سوتی نہیں ہے، وہ دوسری قسم کی حیات ہے جس کو  
حیات برزخیہ کہتے ہیں۔

### حیات برزخیہ کے مراتب

باقی یہ ہے کہ حیات برزخیہ تو سب کو حاصل ہے، پھر اس میں نبی کی کیا تخصیص ہے؟ تو اس کی  
تحقیق یہ ہے کہ اس کے مختلف مراتب ہیں، ایک مرتبہ تو تمام مومنین کو حاصل ہے جس کے ذریعے  
سے تعلیم قبر کی ہر مسلمان کو جس ہوگی، دوسری حیات شہداء کی ہوگی، تمام مومنین کی حیات برزخیہ  
سے اقویٰ ہوگی، عام مومنین کی حیات برزخیہ بہ نسبت شہداء کے کمزور ہوتی ہے، اگرچہ اس حیات  
نا سوتیہ سے وہ بدرجہا اعلیٰ ہو، پس یہ کوئی نہ سمجھے کہ عام مومنین کی حیات برزخیہ اس حیات دنیویہ  
سے کمزور ہوگی اور حیات شہید کے اقویٰ ہونے کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ زمین اس کی لاش کو نہیں کھا سکتی  
ہے اور یہ نہ کھانا ایک اثر ہے حیات کا۔

اسلام پر اعتراضات و شبہات پر عقلی و نقلی جواب اور  
دلچسپ جوابات علماء و محرم کے لیے یکساں مفید

# آشرفُ الجواب

مفت محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم  
رحمۃ اللہ علیہ



مکتبہ طرقات و وقت

شاہ فیصل روڈ، لاہور